© rasailojaraid.com

تاریخی حقائق

از

(جناب مولانا محمد ظفیر الدین صاحب مفتاحی دار العلوم معینیہ سانجہ ضلع مونگیر)

حسنِ اتفاق سے آج تاریخ ملت جلد ششم سامنے آگئی، پلٹ کر دیکھا تو اپنے وہ نشانات نظر آئے جو میں نے آج سے کئی سال پہلے پڑھتے وقت لگائے تھے، جی میں آیا یہ محنت کیوں ضائع جائے ان کے موثر واقعات ناظرین کی خدمت میں پیش کر دئے جائیں، ممکن ہے کسی کو فائدہ پہنچ جائے، اپنے انہی خیالات کے پیش نظر یہ چند واقعات حاضر خدمت ہیں۔

دعا فرمائی جائے "تاریخی حقائق" کا جو سلسلہ کئی سال سے چل رہا ہے، وہ کتابی شکل میں مرتب ہو کر اہل علم اور ارباب فضل وکمال کی خدمت میں پیش ہو سکے۔ گو ان حقائق کی علمی ترتیب کوئی آسان کام نہیں۔ (ظفیر صدیقی)

خلیفہ متوکل المتوفی ۲۴۷ھ اپنی سیرت میں بڑا ممتاز گذرا ہے، گو شیعوں نے اس کو بری طرح بدنام کرنے کی سعی کی ہے، مورخین کا بیان ہے:

"متوکل کو رعایا کا بڑا خیال تھا اور ان کے ساتھ منصفانہ سلوک کرتا تھا، وہ کہا کرتا تھا اگلے خلفاء رعایا پر اس لئے سختی کیا کرتے تھے کہ وہ اس سختی کے خوف سے ان کے مطیع رہیں اور میں نرمی کرتا ہوں، تاکہ وہ مجھ سے محبت کریں، مرے پاس آئیں اور مری اطاعت کریں[1]"

آج سے سیکڑوں برس پہلے کے حکمراں کا یہ سلوک تھا، اپنی رعایا کے ساتھ، جس کے متعلق کہا جا سکتا جمہوری دور نہیں تھا، مگر غور کیجئے یہ پریم اور محبت، یہ اخلاق اور حسن سلوک اب روئے زمین پر باقی ہے؟ اب تو صرف زبانی لمبے دعوے کے سوا عمل کہیں نظر ہی نہیں آتا، مسعودی

---

[1] تاریخ ملت جلد ۶ صـ ۲۹۵ بحوالہ تاریخ خطیب صـ ۱۶۶ ج ۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جیسے مورخ کا بیان ہے۔

"متوکل کا زمانہ اپنی بھلائیوں، خوبیوں، سرسبزی و شادابی، فارغ البالی اور رفاہیت، عیش و عشرت کے لحاظ سے عہد سر وا رتھا، سارے خواص و عوام خوش و خرم تھے"[1]

متوکل کے عدل و انصاف کے متعلق مسعودی لکھتا ہے۔

"عدل و انصاف کے لحاظ سے بھی متوکل کا زمانہ ممتاز شمار کیا جاتا تھا"[2]

آہ اب تو یہ خوبیاں ہمارے زمانہ میں عنقا ہیں، نہ رعایا خوش و خرم ہے، اور نہ کوئی غریب، حد یہ ہے کہ ہمارے اور دوسرے اکثر ملک کی زیادہ آبادی مشقت اور فاقہ کی زندگی گذارتی ہے، عدل و انصاف کس کو کہتے ہیں، آج کوئی جانتا بھی نہیں، حکمراں طبقہ صرف اپنے بیانوں میں عدل و انصاف کا نمائشی طور پر نام لے لیتے ہیں، ورنہ عمل سے کوئی تعلق نہیں، انصاف ہمارے ملک میں بکتا ہے، الا ماشاء اللہ۔

متوکل نے اپنے دورِ حکومت میں رشوت ستانی کی بھی اصلاح کی اور کامیاب رہا، اس سلسلہ میں بھی مورخ کا بیان ہے۔

"متوکل کے اولین عہد میں رشوت کا بازار گرم تھا، مگر متوکل نے بڑے بڑے عہدہ داروں کو سخت سزائیں دیں، اور گراں قدر جرمانے کئے، جس سے رشوت ستانی کا دروازہ بند ہو گیا"[3]

ہمارے ملک میں رشوت ستانی کے بند کرنے کے لئے جتنی بھی کوششیں ہوتی ہیں، کوئی بھی کامیاب نہیں ہوتی۔ بلکہ نتیجہ بالکل برعکس نکلتا ہے، رات دن کھلم کھلا رشوت ستانی کا بازار گرم ہے، حکومت کے جس محکمہ میں چلے جائیے بغیر رشوت کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا، حد ہے کہ جن لوگوں کے ہاتھوں میں رشوت بند کرنے کا اختیار ہے غالباً وہ خود بھی پاک نہیں، اور اسی کا نتیجہ ہے رشوت کا بازار سرد نہیں پڑتا۔

---

[1] تاریخ ملت جلد ۶ ص ۳۱ بحوالہ تاریخ خطیب ج ۷ ص ۱۶۶ [2] تاریخ ملت ج ۶ ص ۳۰ [3] ایضاً ج ۶ ص ۳۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس حسنِ انتظام اور عدل و انصاف کا نتیجہ یہ تھا کہ عہد متوکل میں ہر طرح کی برکت ہوئی، متوکل نے اپنے ہاتھ سے داد و دہش میں کروڑہا روپیہ خرچ کیا، مگر با ایں ہمہ جب دنیا سے رخصت ہوا، تو خزانہ میں بقول مسعودی چالیس لاکھ دینار اور ستر لاکھ درہم چھوڑ گیا۔

متوکل نے احیار سنت اور اشاعتِ حدیث کے علاوہ ترجمہ و تصنیف پر بھی توجہ دی، "بیت الحکمت" کے نام سے ایک شعبہ قائم کیا اور اس کا افسر حنین بن اسحاق کو بنایا، اور اس کے تحت مترجمین کی ایک جماعت تھی، اس میں مورخین نے لکھا ہے

"متوکل نے حنین کی بے انتہا قدر دانی کی، ایوانات شاہی میں سے تین محل اس کی رہائش کے لئے خالی کردیئے اور ان کو ہر قسم کے آرائشی سامان سے سجوا کر شاہی کتب خانہ بھی وہیں رکھوادیا پندرہ ہزار ماہوار تنخواہ مقرر تھی"[1]

علم و علمار کی یہ قدر دانی اب کہاں رہی، اب تو چار سو بیس قسم کے لوگ ہوتے ہیں، حکومت الٹی کی قدر دانی کرتی ہے، بڑی ناشکری ہوگی اگر اس موقع سے نظام حیدر آباد کی یاد نہ دلائی جائے جنہوں نے پچھلے دنوں علم اور اہل علم دونوں کی خوب عزت اور قدر دانی کی، اور علوم فنون پر لاکھوں روپے خرچ کئے،

منتصر المتوفی ۲۴۸ھ بڑا بامروت، عفیف، اور خلیق بادشاہ گذرا ہے اس کے متعلق علامہ سیوطی کا بیان ہے

"منتصر نے رعیت میں عدل و انصاف پھیلایا، اور لوگ باوجود اس کی ہیبت کے اس کی طرف مائل ہوگئے، کیونکہ وہ سخی اور حلیم الطبع تھا"

اب عدل و انصاف تو نہیں، ہاں ظلم و جور ضرور پھیلاتے ہیں، مورخ ہمارے اس دور کی تاریخ لکھنے بیٹھے گا تو وہ انصاف کا باب قائم کرے گا، اور پوری کد و کاوش کے بعد لکھے گا افسوس عدل و انصاف کا کوئی سبق آموز واقعہ نہیں مل سکا۔

---

[1] تاریخ ملت جلد ششم صلہ ۱۴۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بلکھا ہے منتصر نے ایک دفعہ اپنے باپ کے خزانہ سے کچھ فرش نکلوائے، ان میں سے ایک فرش کے وسط میں ایک دائرہ بنا ہوا تھا جس میں ایک سوار کی تصویر تھی اور فرش کے کنارے کچھ لکھا ہوا تھا، ایک فارسی خواں کو بلوا کر پڑھوایا تو معلوم ہوا کہ لکھا ہے ہیں "شیرویہ بن کسریٰ بن ہرمز ہوں میں نے اپنے باپ کو قتل کیا لیکن مجھے چھ ماہ سے زیادہ سلطنت کرنا نصیب نہ ہوا"

منتصر یہ سن کر ہکا بکا رہ گیا، اس نے بھی اپنے باپ کو قتل کرایا تھا مگر حال یہ تھا۔

"اس واقعہ کا غم بہت تھا، شب و روز باپ کے لئے رویا کرتا تھا، اس غم میں چھ ماہ میں گھل گھل کر سوکھ گیا۔"[1]

اپنے گناہ پر اس طرح کا پچھتاوا اب کہاں ہوتا، اب تو اپنے گناہ کو چھپانے کے لئے سیکڑوں الزام تراشے جاتے ہیں، کہا جاتا ہے ہندوستان کی ریاست کے ایک نائب وزیر اعظم کو اس کے سابق وزیر اعظم ہی نے فرش سے عرش پر پہنچایا، مگر آج یہ عبرت انگیز واقعہ دنیا کے سامنے ہے کہ اسی بداندیش نے اپنے سابق وزیر اعظم کو جیل میں بند کر ڈالا ہے اور الٹے ان ہی پر الزام ڈالتا ہے، اور اسے اب تک اپنے اس گناہ کا احساس نہیں ہے۔

خلیفہ مہتدی المتوفی ۲۵۶ھ متقی، دین دار اور امانت دار تھا، اپنی خصوصیات میں امتیاز کا مالک گذرا ہے، اس کا یہ واقعہ پڑھنے کے لائق ہے۔

ہاشم بن قاسم کہتے ہیں کہ رمضان میں شام کے وقت مہتدی کے پاس میں بیٹھا تھا جب میں چلنے لگا، تو مہتدی کہنے لگا، ہاشم بیٹھ جاؤ، میں بیٹھ گیا، پھر ہم نے افطار کیا اور نماز پڑھی مہتدی نے کھانا مانگا، تو ایک بید کی ڈلیا میں کھانا آیا، اس میں پتلی پتلی روٹیاں تھیں اور ایک برتن میں تھوڑا سا نمک، دوسرے میں سرکہ اور تیسرے میں زیتون کا تیل تھا، مجھ سے بھی کھانے کو کہا میں نے کھانا شروع کیا، اور دل میں سوچا کھانا اور بھی آتا ہوگا، مہتدی نے مری طرف دیکھ کر پوچھا کیا تمہارا روزہ نہ تھا، میں نے کہا تھا، پھر پوچھا، کیا کل روزہ نہ رکھوگے؟ میں نے عرض کیا رکھوں گا، اور عرض

[1] تاریخ ملت، ج ۴۹/۴۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا امیرالمومنین! یہ تو ماہ رمضان ہے خلیفہ بولا پھر تو اچھی طرح سے کھاؤ، اور امید یہ نہ رکھو کہ اور کھانا آئے گا، کیوں کہ اس کے سوا اور مرے لئے کھانا نہیں ہے، یہ سن کر مجھے سخت تعجب ہوا، اور میں نے تعجب سے پوچھا کہ امیرالمومنین یہ کیا معاملہ ہے، خدا نے آپ کو تمام نعمتیں عطا کی ہوئی ہیں، مہتدی نے کہا بات یہ ہے کہ بنو امیہ میں عمرو بن عبدالعزیزؒ شخص پیدا ہوا اور بنی ہاشم میں نہ ہوا"[1]

یہ جذبہ نیک اب ڈھونڈے کہاں ملتا ہے، اسلاف کرام کی یہ ساری خوبیاں ہمارے لئے ایک افسانہ بن کر رہ گئی ہیں، امیرالمومنین اور اتنی سادہ غذا، اللہ تعالیٰ کی دین ہے، اب تو آدمی جہاں امیر یا وزیر بنا، سمجھنے لگا، ہم چنیں دیگرے نیست، اور قوم کا روپیہ بے دریغ اپنی عافیت میں پھونک ڈالتا ہے، کبر و نخوت سے اس کی گردن تن جاتی ہے، اور نام و نمود میں ہزاروں روپے پانی کی طرح بہا ڈالتا ہے۔

یہ تو اس کی رہائش تھی، اب اندازہ لگائیے اپنی قوم اور رعایا کے حق میں کیسا تھا مورخین اس کے عدل و انصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مہتدی کی سیرت میں سب سے نمایاں اس کا عدل و انصاف اور امر و نواہی کا قیام ہے، اس نے عدل کے لئے ایک خاص عمارت قبتہ المظالم کے نام سے بنوائی، جہاں روزانہ بیٹھ کر عوام و خواص کی دادرسی کیا کرتا"[1]

آہ اب تو ہر چیز ممکن ہے مل جائے، مگر بڑوں کے یہاں جس چیز کا سب سے زیادہ قحط ہے وہ عدل و انصاف ہے، ہمارے اس دور میں دنیا سے انصاف کا نام حرف غلط کی طرح مٹا چلا جارہا ہے اور کسی کو احساس تک نہیں، جس کو بڑا منصف جانتے ہوں ان کے سامنے کسی امیر غریب کا مقدمہ لے جائیے، آپ دیکھیں گے کہ امیر وزیر اور لیڈر کے مقابلہ میں غریب، مزدور اور رعایا کو انصاف نہ مل سکے گا، مہتدی کی سیرت میں یہ واقعہ ملتا ہے۔

"ایک دفعہ کسی شخص نے اس کے لڑکے پر دعویٰ کیا، مہتدی نے شاہزادہ کو طلب کیا اور مدعی کے

---

[1] تاریخ ملت جلد ۲ ص ۴۶۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہلو میں کھڑا کر کے دعوے کی سماعت کی، شہزادے نے اقرار کر لیا، مہتدی نے اسی وقت مدعی کا حق دلوا دیا[1]

دل پر ہاتھ رکھ کر کہا جائے اب اس طرح کا انصاف ہو سکے گا، کوئی وزیر ایسا کرنے کو تیار ہے؟

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

لکھا ہے کہ مہتدی نے دورِ عباسیہ کے سارے لوازماتِ عشرت کو فنا کے گھاٹ اتار دیا حد یہ ہے کہ باپ دادا سے دسترخوان کا خرچ جو دس ہزار یومیہ تھا اسے سو درہم کر دیا اور ہمارے اس دور کا حال یہ ہے کہ جو باپ دادا سے سو روپے ماہانہ خرچ کرتا چلا آرہا تھا وزیر بننے کے بعد ہزاروں روپے روزانہ اپنی ذات پر خرچ کرنے سے کبھی نہیں گھبراتا، رعایا کو کہتا ہے کہ تم تیس ایکڑ سے زیادہ زمین نہ رکھو، مگر خود دو چار ہزار ماہانہ حکومت کے خزانہ سے وصول کرتا ہے، اسی ہندوستان میں جس کو دس گز سے زیادہ رہنے کا مکان نہ تھا، وہ صرف اپنے کتوں پر سات سات سو روپے ماہانہ خرچ کرتا ہے

معتمد کے دور کے ایک عالم ابوبکر احمد بن عمر خصاف المتوفی ۲۶۱ھ کی خودداری کا حال سننے کے لائق ہے، اپنے وقت کے جید عالم، کتنی کتابوں کے مصنف مگر با ایں ہمہ

"نعلین و موزہ دوزی کی کمائی سے زندگی بسر کرتے تھے، حکومت کے دست نگر نہ تھے"[2]

اللہ اللہ یہ تھا اپنے علم کا پاس، اور اپنے علم کی قدر و منزلت دوسروں کے آگے اسے رسوا نہ کیا، سوچئے کیسا حلال ذریعہ معاش پسند کیا، اور اپنے آپ کو غلامی کی ذلت سے بچا لیا، آج کوئی اہل علم ایسا شاید تصور بھی نہ کر سکے گا،

اسی سلسلہ میں معتضد کے دور کے ایک عالم کی کہانی سن لیجئے، لکھا ہے

"ابوالحسن نوری دربار کی طرف سے گذرے، خدام کشتی میں نبیذ کے مٹکے لے جا رہے تھے دریافت کیا یہ کس کے ہیں، معلوم ہوا معتضد نے منگوائے ہیں، آپ نے تمام مٹکے توڑ دیئے، جب معتضد نے مسکرا کر پوچھا کہ تم کو محتسب کس نے بنایا ہے، تو فوراً جواب دیا کہ جس نے تجھے خلیفہ مقرر کیا، معتضد نے سنا اور سر جھکا لیا"[3]

---

[1] تاریخ ملت ج۲ص۹۶ [2] تاریخ ملت ج۲ص۹۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ تھے علمائے حق کی جماعت کے ایک فرد، حق بات کہنے میں ذرا بھی باک نہیں کرتے تھے، خلیفہ وقت کو برجستہ جواب دیا جارہا ہے، اور اسی کے ٹکڑے توڑے جارہے ہیں، حالانکہ نبیذان چیزوں میں ہے جس کی حرمت مختلف فیہ ہے، علمائے عراق اس کی حرمت کے نہیں بلکہ جواز کے قائل ہیں ——— مگر باایں ہمہ نہ خوف اور نہ مروت۔ سچ کہا اقبال مرحوم نے

آئین جوانمرداں حق گوئی و بیباکی — اللہ کے شیروں کو، آتی نہیں روباہی

مکتفی المتوفی ۲۹۵ھ بڑی خوبیوں کا مالک تھا، لکھا ہے

"مکتفی کی خوش خلقی مشہور تھی، عدل و انصاف میں کسی خلیفہ سے پیچھے نہ تھا"

مورخین نے اس کے عدل و انصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے

"اس (مکتفی) کے والد نے دوسروں کے مکانات بحق حکومت ضبط کرکے نعمت خانے بنوائے تھے، ان کو گروادیا اور ورثاء کو زمینیں دیں، اور مساجد بنوادیں، اور قصر میں جو مکانات آئے تھے ان کے مالکوں کو وہ مکانات دے دیئے" [1]

فرمایا جائے اب اس طرح کا عدل و انصاف روئے زمین پر باقی رہا، اب تو ایک کے بعد جو دوسرا آتا ہے وہ اور ظالم اور لوٹ کھسوٹ کرنے والا ہوتا ہے۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ رشوت ستانی کا بازار گرم ہے اور رعایا میں الحفیظ والاماں کا کہرام مچا ہوا ہے،

مکتفی کا جب آخری وقت آیا، اور بیمار پڑا، تو خشیت الہٰی کا سبق آموز اثر دیکھنے والوں نے دیکھا، مورخین نے لکھا ہے

"مکتفی نے اپنی بیماری میں کہا کہ مجھے ان سات سو دیناروں کا بڑا خطرہ لگا ہوا ہے، جو اپنے خرچ میں لے آیا ہوں، حالانکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ مسلمانوں کا مال ہے اور مجھے اس کی چنداں احتیاج بھی نہ تھی، اگر فردائے قیامت میں مجھ سے اس کی پرسش ہوئی، تو میرے ساتھ بری گذرے گی، میں اپنی غلطی پر خدا سے مغفرت مانگتا ہوں" [1]

---

[1] تاریخ ملت ج ۱۳۱/۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائیں، فرماں روائی کا حق ادا کر گئے، پوری زندگی میں بحیثیت خلیفہ سات سو خرچ کیا، تو اس پر کانپ رہے ہیں، کہ رب العزت کے یہاں کیا پیش آئے، قوم کی امانت تھی، کوئی معمولی چیز نہ تھی، مگر آہ آج قوم کے روپیہ جس بے دردی سے ارباب حکومت اڑاتے ہیں وہ جاننے والوں سے پوچھئے تفصیل سننے کے بعد کتنے کو یقین نہ آئے گا اب ارباب حکومت خادم نہیں ڈاکو ہوتے ہیں اب قوم کے ساتھ صرف زبانی ہمدردی باقی رہ گئی ہے۔

مقتدر ایک خلیفہ گذرا ہے، جو اپنے طمطراق کے اعتبار سے بڑا نامی گرامی تھا، لیکن رات بھر عود و ل کی صحبت میں رہتا تھا اور عیش پرستی نے اس کو نکما بنا دیا تھا، لونڈیوں اور محلات شاہی پر لاکھوں روپے خرچ کرتا، قیمتی جواہرات ان پر نثار کرتا رہتا، ایک دفعہ ایک رومی سفیر آیا تو اس موقع سے لاکھوں روپے اس کے خیر مقدم میں خرچ کر ڈالا، دار الشجرہ نامی محل کے متعلق لکھا ہے۔

"محل دار الشجرہ میں سونے چاندی کا ایک درخت بنایا گیا تھا اس کا تنہ اور شاخیں سونے، چاندی کی تھیں پتیاں اور پھول پھل جواہرات کے، شاخوں کی بناوٹ اس طرح کی تھی کہ وہ ہوا سے اصلی شاخوں کی طرح جھومتی تھیں، ان پر سونے اور چاندی کے طیور بٹھائے گئے، ان میں یہ صفت رکھی گئی تھی کہ جب ان کے جوف میں ہوا بھرتی تھی تو ان سے چہچہانے کی سی آواز نکلتی تھی، اور سب کی بولیاں ایک دوسرے سے جدا تھیں"[1]

اندازہ لگایا جائے، قوم و ملک کا کتنا روپیہ اس بے کار چیز میں خرچ کیا گیا ہوگا مگر جانتے ہیں اس کا انجام کیا ہوا، اور کیسا بدلہ ملا۔ اس کی موت کا واقعہ لکھتے ہوئے لکھا ہے

"نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۲۰ھ میں بُری طرح قتل ہوا، سر جدا کر کے لکڑی پر آویزاں کیا گیا، بدن پر سے کپڑے اُتار کر لاش عریاں چھوڑ دی گئی، ایک راہ گیر نے گڑھا کھود کر مقتدر کی لاش کو زمین میں دفن کر دیا"[2]

قدرت کا انتقام بڑا زبردست ہوتا ہے، حکمراں طبقہ میں جو لوگ قوم و ملک کو فائدہ پہنچانے کی جگہ خود فائدہ اُٹھاتے ہیں ان کو آنکھیں کھول کر اس واقعہ کو پڑھنا چاہیئے اور عبرت حاصل کرنا چاہیئے، خدا کے یہاں دیر ہے، اندھیر نہیں۔

متقی المتوفی ۳۵۷ھ میں دینی اور اخلاقی خوبیاں بہت تھیں خطیب کا بیان ہے

"وہ اپنے پیشرو خلفا کے بہت سے اعمال و افعال سے محترز رہا، نبیذ کبھی نہیں پی، ہر وقت قرآن شریف تلاوت کرتا رہتا، اور کہا کرتا تھا کہ مرا اس سے بڑھ کر کوئی رفیق و ندیم نہیں، اپنی کنیزوں کو منہ نہیں لگایا"[3]

اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، صاحب حکومت ہونے کے باوجود ان خوبیوں کا مالک ہونا کوئی آسان بات نہیں اب تو ہمارے زمانہ میں ارباب حکومت مذہبی اعمال و اخلاق سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔ جائز کنیزوں کی بات تو الگ رہی۔ ناجائز دوشیزاؤں سے بھی منہ کالا کرنے میں نہیں شرماتے۔

© rasailojaraid.com